AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

واقعہ معراج اور اس کے ثبوت تفسیر ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن از مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کی روشنی میں اور عصری معنویت: ایک تحقیقی جائزہ

THE EVENT OF MIRAJ AND ITS EVIDNENCE IN THE LIGHT OF "TAFSEER AL-JANAAN FI FAHM AL-QUR'AN" OF MAULANA SARFARAZ KHAN SAFDAR.

Jamal Ahmad
Phd Scholar, Department Islamic Studies, Abdul wali Khan University Mardan
Dr. Muhammad Zakariya
Lecturer, Department Islamic Studies, Abdul wali Khan University Mardan
Email: jamalahmad440@gmail.com

Abstract:
Miraj refers to the physical and spiritual jorney of the Prophet Muhammad ﷺ that took place in a signal night from Makkah to Jerusalem ,and then through the seven heavens to Sidrat al-Muntaha and Qaab Qawsayn. This event occurred in th 10th 0r 11th year of Prophethood .
It is two parts:
1. Isra: The earthly journey from Masjid al-Haram to Masjid al-Aqsa
2. Miraj: The heavenly ascent from Masjid al-Aqsa to the skies.
According to Tafseer Al-Janaan Fi Fahm Al-Qur'an ,Miraj occurred Physically in a state of wakefulness ,and in one night .Denying it is misguidance because it is proven by the Quran ,Mutawatir Hadith ,and consensus of the Ummah. Its purpose was to console the Prophet ﷺand grant the Ummah the gift of Salah.

تعارف اور خلاصہ:

معراج نبی کریم ﷺ کا وہ جسمانی وروحانی سفر ہے جو ایک ہی رات میں مکہ مکرمہ سے بیت المقدس اور پھر ساتوں آسمانوں سے ہوتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ اور قاب قوسین تک ہوا۔ یہ واقعہ دسویں یا گیارہویں سال پیش آیا۔

اس سفر کے دو حصے ہے:

۱۔ اسراء: مسجد حرام سے مسجد الاقصیٰ تک کا زمینی سفر

۲۔ معراج: مسجد الاقصیٰ سے آسمانوں کا سفر

تفسیر ذخیرۃ الجنان میں یہ واقعہ سورۃ بنی اسرائیل کے پہلے سے ثابت کیا گیا ہے اور اس کے مختلف پہلوں پر روشنی ڈالا گیا ہے کیونکہ یہ واقعہ قرآنی آیات اور متواتر آحادیث مبارکہ سے ثابت ہے یہ سفر روحانی اور جسمانی تھا۔ اس پر ذیل میں سورۃ بنی اسرائیل کے آیتوں میں مفصل روشنی ڈالا گیا ہے۔

سورۃ الاسراء

" سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ"[1]

"پاک ہے وہ ذات جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا مسجدِ حرام (خانہ کعبہ) سے مسجد اقصاء (بیت المقدس) تک، جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے"

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق چند عنوانات قائم کرکے ان پر ترتیب وار بحث کی جائے گی۔ (1) معراج جسمانی ہوئی یا روحانی (۲) معراج کا عقلی

ثبوت(۳)روایات معراج میں سالوں کا اختلاف(۴)روایات معراج میں مہینوں کا اختلاف(۵)نتیجہ اختلاف(۶)معراج کے متعلق بعض خلاف شرع رسوم(۷)حدیث المعراج(۸)تحفہ معراج(۹)دعید تارک تحفہ معراج۔

معراج جسمانی یا روحانی؟

مفسرین کی آراء کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اور جسم مبارک دونوں کو مکہ معظمہ سے بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں کے اوپر حضور الٰہی جل شانہ وعزبرھانہ میں پہنچایا گیا اور یہی مذہب صحیح ہے، اس مذہب کے مخالفین کی تعداد بمشکل ایک فیصد ہو گی، اسراء یعنی رات کو بیت المقدس کی سیر دو دفعہ آپؐ کو کرائی گئی ہے، ایک دفعہ خواب میں جس کا ذکر حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں[2] اور دوسری دفعہ معراج میں اور یہ سیر جو واقعہ معراج میں ہوئی ہے یہ بیداری کی حالت میں ہوئی، اس لئے تو کفار مکہ نے انکار کیا تھا اگر وہ لوگ بیداری کا واقعہ خیال نہ کرتے تو کبھی اس واقعہ کو بعید از عقل نہ سمجھتے اور حضور سراپا نور ﷺ سے بیت المقدس کی عمارت کے متعلق امتحانی سوالات نہ کرتے۔[3]

معراج جسمانی کا عقلی ثبوت

انسان کے دو جزو ہیں، ایک جز جسم جس کی ترکیب عناصر کے اجزاء لطیفہ سے ہے، اس حصہ کی نشو ونما کیلئے انہی اشیاء کی ضرورت پڑتی ہے جن کی ساخت ان عناصر سے ہو اور دوسرا اجزا انسان کی روح ہے، روح کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ چار ماہ کے بعد جب اعضاء کی ساخت ماں کے رحم میں مکمل ہو جاتی ہے تب خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک برقی طاقت اس جسم بے جان کے اندر آگھستی ہے اور وہ فوراً متحرک ہو جاتا ہے اور زندہ کہلاتا ہے گویا کہ زندگی اس روح کے اثر کا نام ہے، بدن کے ڈھانچے میں ہے تو انسان زندہ ہے ورنہ مردہ بلکہ تمام اقوال وافعال انسانی کا منبع فقط یہ روح ہے، جب بھی روح بدن انسانی سے خارج ہو جاتی ہے تو انسان مردہ بیکار اور سپرد زمین کرنے کے قابل سمجھا جاتا ہے۔[4]

انسانی روح اور جسم عنصری کی نسبت انجن اور اسٹیم کی سی ہے

انسان دراصل روح کا نام ہے اور جسم عنصری اس کا آلہ کار ہے، ان دونوں کی نسبت انجن اور اسٹیم کی سی ہے، اسٹیم انجن میں پانی کی ٹینکی ہوتی ہے، اس کے نیچے کوئلے کی آگ جلتی ہے، اس سے اسٹیم (بھاپ) تیار ہوتی ہے، جس سے انجن اتنی تیز حرکت کرتا ہے کہ اپنے سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں ٹن وزن تیزی کے ساتھ بھگاتا ہے، اسی طرح سمندر میں دُخانی کشتیاں ہیں، دخان اور دھویں کے زور اور طاقت سے چلتی ہیں نقل و حرکت تو انجن کے پرزے ہی کرتے ہیں لیکن اگر اسٹیم نہ ہو تو انجن ایک انچ حرکت نہیں کر سکتا، اسٹیم ہی کی بدولت ہزاروں کام انجن سے لئے جاتے ہیں، یہی اسٹیم (بھاپ) جب زیادہ طاقتور ہو جائے تو سالم انجن لکڑی کا کافی بوجھ اور انسانوں کو اٹھا کر ہوا پر اڑنے لگ جاتا ہے، بعینہ اسی طرح جب انسانی روح کا سسٹم زیادہ طاقتور ہو جاتا ہے تو انسان کو اٹھا کر آسمان پر لے اڑتا ہے، جس چیز کو انسان اپنی ناقص عقل اور محدود وہم سے ایک محدود حد تک پہنچا سکتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کام کو اپنے کلمہ محسن سے بے انتہا درجے تک لے جا سکتا ہے لہذا بالفرض انسان اگر لوہے لکڑی اور آدمی کو دو میل کی بلندی تک آسمان انہی اشیاء کو دو کروڑ یا دو سنکھ میں بلکہ اس سے زائد پر اڑا سکتا ہے تو خدا تعالیٰ کی قدرت سے اس مسافت پر پہنچانا کوئی بعید نہیں ہے۔

روایات معراج میں سالوں کا اختلاف نمبر شمار سال

(1)ہجرت سے چھ ماہ پہلے ہوئی۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری باب المعراج حوالہ کتاب

(۲)ہجرت سے آٹھ ماہ پہلے ہوئی۔ ایضاً

(۳)ہجرت سے گیارہ ماہ پہلے ہوئی۔ ایضاً

(۴)ہجرت سے ایک سال پہلے ہوئی۔ فتح الباری وعینی شرح بخاری

(۵)ہجرت سے چودہ ماہ پہلے ہوئی۔ فتح الباری

(1)ہجرت سے پندرہ ماہ پہلے ہوئی۔ ایضاً

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X

Print ISSN:3006-6921

(۷)ہجرت سے سترہ ماہ پہلے ہوئی۔ فتح الباری و عینی شرح بخاری

(۸)ہجرت سے اٹھارہ ماہ پہلے ہوئی۔ عینی شرح بخاری

(۹)ہجرت سے تین سال پہلے ہوئی۔ فتح الباری و عینی شرح بخاری

(۱۰)ہجرت سے آٹھ سال پہلے ہوئی۔ ایضاً

روایات معراج میں مہینوں کا اختلاف

(1)شوال۔ فتح الباری و عینی شرح البخاری

(۲)ذی الحجہ۔ ایضا

(۳)ربیع الاول۔ ایضاً

(۴)ربیع الاخر۔ فتح الباري

(۵)رجب

(۶)رمضان۔ فتح الباری و عینی شرح البخاری، فتح الباري[5]

نتیجہ اختلاف

جو رسم ورواج حضور سرور کائنات ﷺ کے روبرو عمل میں لائے گئے یا جن عبادات کو اس مبارک زمانے میں عملی جامہ پہنایا گیا، آپؐ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیکھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ان کے شاگردوں نے سیکھے علی ہذا القیاس ایسی چیزوں میں بھی اختلاف نہیں ہو سکتا، مثلاً فرضی روزے ہر ایک مسلمان ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک یہی دیکھتا ہے اور کرتا آیا ہے کہ رمضان مبارک ہی میں رکھے گئے لہذا کوئی شخص اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کر سکتا کہ روزے بجائے رمضان شریف کے ربیع الاول یا شعبان میں رکھے جائیں لہذا برسوں اور مہینوں کے اختلاف مذکور سے یہ پتہ چلتا ہے کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کے مبارک زمانہ میں یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے زمانے میں معراج شریف کے نام سے کسی تقریب کے منانے کا کوئی اہتمام نہیں کیا گیا جس میں خوردونوش یا لباس و پوشاک یا کوئی عبادت کسی خاص دن یا رات میں ادا کی جاتی ہو اگر کوئی خاص اہتمام ہوتا تو نا ممکن تھا کہ اس قدر اختلاف باقی رہتا، کوئی مسلمان ایسا نہیں ہو سکتا جسے حضور سرور کائنات ﷺ فداہ ابی و امّی کی اس عزت افزائی سے فرحت و سرور نہ ہو جو آپؐ کو معراج شریف کی رات دربار الٰہی میں نصیب ہوئی ہے لیکن اس خوشی کے اظہار کا وہ طریقہ بھی ناپسندیدہ ہے جو پنجاب میں اختیار کیا جاتا ہے۔[6]

معراج کے متعلق بعض خلاف شرع رسوم

پنجاب میں شب معراج شریف ستائیسویں رجب کو منائی جاتی ہے، دن کو حلوا پکایا جاتا ہے، رنگین کاغذوں کی جھنڈیاں لگائی جاتی ہیں، رات کو آتش بازی ہوتی ہے اور مٹی کی چھوٹی چھوٹی رکابیوں پر رنگین کاغذ منڈھے جاتے ہیں، جن میں چراغ رکھ کر رات کو در و دیوار پر چراغاں کیا جاتا ہے، پنجابی میں اس رسم کو کول جلانا کہتے ہیں، جو شخص ان رسموں کی مخالفت کرے اس کو وہابی کا لقب دیا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ عموماً ائمہ مساجد جاہلوں کی اس گالی سے ڈر کر ان کی مخالفت نہیں کرتے حالانکہ پہلی رسم کو عبادت سمجھنا بالکل فضول ہے دوسری تیسری اور چوتھی میں تبذیر اور اسراف پایا جاتا ہے جو شرعاً حرام ہے۔[7]

حدیث المعراج

حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے[8] کہ آنحضرت ﷺ نے انہیں معراج کا واقعہ سنایا، فرمایا کہ میں حطیم اور بعض اوقات فرمایا کہ میں حجرے میں لیٹا ہوا تھا ناگہاں ایک شخص میرے پاس آیا اس نے میرے سینے کو ناف تک چیرا، میرا دل نکالا پھر میرے پاس ایک سونے کی طشتری ایمان سے بھری ہوئی لائی گئی، میرا دل دھو کر اس میں ایمان بھر کر اپنی جگہ پر رکھ دیا گیا، ایک روایت میں آیا ہے کہ زمزم کے پانی سے پیٹ دھو کر ایمان اور حکمت سے بھر دیا گیا پھر میرے پاس ایک سفید رنگ کی سواری لائی گئی جو خچر سے چھوٹی اور گدھے سے بڑی تھی جس کا نام براق تھا، اس کا ایک قدم اپنی آنکھ کی نگاہ کی دوری پر پڑتا تھا، مجھے اس پر سوار کیا گیا اور جبریل (علیہ السلام) مجھے ساتھ لے کر گئے یہاں تک کہ دنیاوی آسمان پر جا پہنچے۔

پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی، پوچھا گیا کون ہے؟ فرمایا جبریل علیہ السلام۔ پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، سوال کیا گیا کہ کیا آپ کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا ہاں! کہا گیا، مرحبا! اچھا تشریف لائیے! جب میں وہاں پہنچا تو میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو وہاں پایا، جبریلؑ نے فرمایا یہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے والد آدم علیہ السلام ہیں، ان کو سلام فرمائیں میں نے ان پر سلام کہا، آپؑ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا صالح بیٹے اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔

دوسرے آسمان پر حضرت یحیٰی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام سے ملاقات پھر جبریلؑ مجھے اوپر لے چڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور دروازے کھولنے کی درخواست کی، پوچھا گیا کون ہے؟ فرمایا جبریل (علیہ السلام) اور پوچھا کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کہ کیا آپؐ کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا ہاں کہا گیا، مرحبا اچھا تشریف لائیے! پھر دروازہ کھولا گیا جب میں وہاں پہنچا تو یحیٰی اور عیسیٰ علیہما السلام موجود تھے یہ دونوں حضرات خالہ زاد بھائی ہیں، جبریل علیہ السلام نے فرمایا یحیٰی اور عیسیٰ علیہما السلام ہیں، ان دونوں کو سلام فرمائیں، میں نے سلام کیا دونوں نے جواب دیا پھر فرمایا بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔

تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات

پھر جبریل علیہ السلام مجھے تیسرے آسمان پر لے چڑھے، دروازہ کھولنے کی درخواست کی، پوچھا گیا کون ہے؟ فرمایا جبریل علیہ السلام، پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ فرمایا (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کہ کیا آپؐ کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا ہاں! کہا گیا مرحبا اچھا تشریف لائیے، پھر دروازہ کھولا گیا، جب میں وہاں پہنچا تو یوسف علیہ السلام کو پایا، جبرائیلؑ نے فرمایا یہ یوسف علیہ السلام ہیں، ان کو سلام فرمائیں، میں نے ان کو سلام کیا، انہوں نے جواب دیا پھر فرمایا بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔

چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جبریلؑ اوپر لے کر چڑھے یہاں تک کہ چوتھے آسمان پر پہنچے، دروازہ کھولنے کی درخواست کی، کہا گیا کون ہے؟ فرمایا جبریل علیہ السلام پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ فرمایا (محمد صلی الہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کہ کیا آپؐ کو بلایا گیا؟ فرمایا ہاں! اچھا تشریف لائیے! پھر دروازہ کھولا گیا جب میں وہاں پہنچا تو ادریس علیہ السلام کو وہاں پایا، جبریلؑ نے فرمایا کہ یہ حضرت ادریس علیہ السلام ہیں، ان کو سلام فرمائیں، میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا، پھر فرمایا، بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔

پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات پھر جبریل علیہ السلام مجھے اوپر لے چڑھے یہاں تک کہ پانچویں آسمان تک جا پہنچے، دروازہ کھولنے کی درخواست کی، پوچھا گیا کون ہے؟ فرمایا جبریل علیہ السلام، کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا آپؐ کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا کہ ہاں! کہا کیا مرحبا اچھا تشریف لائیے اور پھر دروازہ کھولا گیا جب میں وہاں پہنچا تو ہارون علیہ السلام کو وہاں پایا، جبریل علیہ السلام نے فرمایا یہ ہارون علیہ السلام ہیں، ان کو سلام فرمائیں، میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے جواب دیا، پھر فرمایا بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔

چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات

پھر جبریل علیہ السلام مجھے لے کر چلے یہاں تک کہ چھٹے آسمان تک پہنچے دروازہ کھولنے کی درخواست کی کہا گیا کون ہے؟ فرمایا جبریل علیہ السلام پوچھا گیا، آپ کے ساتھ کون ہیں فرمایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، پوچھا گیا آپؐ کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا، ہاں! کہا گیا مرحبا اچھا تشریف لائے پھر دروازہ کھولا گیا، جب میں وہاں پہنچا تو موسیٰ علیہ السلام کو وہاں پایا، جبریل علیہ السلام نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام ہیں، ان کو سلام فرمائیں، میں نے ان کو سلام کہا، انہوں نے جواب دیا، پھر فرمایا بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو، جب میں ان کے پاس سے گزرا تو رو پڑے، ان سے کہا گیا آپؑ کو کس چیز نے رلایا؟ فرمانے لگے اسلئے رویا کہ ایک نوجوان (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) میرے بعد بھیجا گیا، اس کی امت میری امت سے زیادہ تعداد میں جنت میں جائیگی۔

ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات پھر جبریل علیہ السلام مجھے ساتویں آسمان پر لے چلے، دروازہ کھولنے کی درخواست کی، کہا گیا کون ہے؟ فرمایا گیا، جبریل (علیہ السلام) فرمایا آپ کے ساتھ کون ہیں؟ فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا گیا کیا آپؐ کو بلایا گیا، فرمایا ہاں! کہا گیا مرحبا اچھا تشریف لائے پھر دروازہ کھولا گیا، جب میں وہاں پہنچا ابراہیم علیہ السلام کو وہاں پایا، جبریل علیہ السلام نے فرمایا آپؐ کے باپ ابراہیم علیہ السلام ہیں ان کو سلام فرمایئے، میں نے ان کو سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب فرمایا پھر کہا بیٹے صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔[9]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سدرۃ المنتہیٰ تک اٹھایا جانا

پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک اٹھایا گیا اس کا پھل ہجر کے مشکوں جتنا بڑا تھا اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے، جبریل علیہ السلام نے فرمایا یہ سدرۃ

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

المنتہی ہے، وہاں پر میں نے چار دریا دیکھے دو دریا ظاہر، دو دریا باطن، میں نے کہا اے جبریلؑ! یہ کیا ہے؟ فرمایا دو باطن والے جنت کے ہیں اور دو ظاہر والے نیل اور فرات ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المعمور کی طرف لے جانا

پھر مجھے بیت المعمور کی طرف اٹھالیا گیا اور میرے پاس ایک برتن شراب کا، ایک برتن دودھ کا اور ایک برتن شہد کا لایا گیا، میں نے دودھ والے برتن کو لے لیا، جبریل علیہ السلام نے فرمایا یہی فطرت ہے، جس پر آپؐ اور آپؐ کی امت ہے۔[10]

نمازوں کی فرضیت

پھر مجھ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں، میں دربار الٰہی سے لوٹ آیا، موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، انہوں نے پوچھا آپؐ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا کہ روزانہ پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا ہے، فرمایا کہ تیری امت روزانہ پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی، خدا تعالیٰ کی قسم! میں نے آپؐ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کرتے دیکھا ہے، میں نے بنی اسرائیل کو بہت زیادہ آزمایا ہے، اپنے رب کے ہاں لوٹ کر جائیے اور اچھی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے! پھر میں لوٹ کر گیا تو اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں معاف فرمادیں، پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا پھر ویسا ہی کہا، پھر میں لوٹ کر گیا تب اللہ تعالیٰ نے دس اور معاف فرمادی، پھر مجھے روزانہ دس نمازوں کا حکم دیا گیا، پھر لوٹ کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا پھر ویسے ہی فرمایا پھر مجھے روزانہ پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا، پھر میں لوٹ کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا پوچھا کہ آپؐ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا روزانہ پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا تیری امت روزانہ پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ سکے گی، میں نے آپؐ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل کو میں نے سخت آزمایا ہے، اپنے رب کے ہاں جائیے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے، آپؐ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے بہت سوال کئے اب شرم آتی ہے، اب میں راضی ہو جاتا ہوں اور اپنا اور ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا، جب میں آگے گزرا ایک منادی نے آواز دی کہ میں نے اپنے مقرر کیے ہوئے حکم کو پورا کرلیا اور اپنے بندوں سے تخفیف بھی کر دی[11]

تحفہ معراج

معراج مبارک کی حدیث کو غور سے پڑھ کر دیکھئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت مرحومہ کیلئے کیا تحفہ لائے ہیں؟ روز روشن کی طرح واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ رسول خدا علیہ السلام اپنی امت مرحومہ کے لئے بارگاہ باری جل مجدہ وعز اسمہ سے پانچ وقت کی نمازوں کا تحفہ لائے ہیں، لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ معراج شریف کو سچا جانے اور معراج شریف کی خوشی میں وہ تحفہ اور تبرک جو رسول اللہ ﷺ لائے ہیں اس کو قبول کرے اور اس تحفہ معراجیہ کو تادم لحد ہاتھ سے جانے نہ دے جو شخص اس تحفہ کو قبول نہیں کرتا، وہ گویا کہ معراج شریف کی برکت آسمانی سے محروم رہنا چاہتا ہے اور سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کا وہ ہاتھ مبارک جو اپنی امت کے کلمہ کو تحفۂ معراجیہ دینے کے لئے بڑھا ہوا ہے، اس سے تحفہ لینے کا انکار کر رہا ہے۔[12]

معراج میں چار بڑے تحائف کی عنایت

معراج میں حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چار بڑے تحفے عطاء ہوئے۔

1. سب سے بڑا تحفہ نماز ہے جو گویا اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے استفادہ کرنے کی جاتی ہے۔
2. خواتیم سورہ بقرہ یعنی سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں
3. تیسرا تحفہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اس کے گناہ معاف کئے جائیں گے۔
4. چوتھا تحفہ کہ جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے کسی نیکی کا ارادہ کرے گا اور اسے کر نہ سکے تو صرف ارادہ ونیت پر ایک نیکی لکھی جائے گی اور اگر اس نیکی کو کر لیا تو (کم از کم) دس گنا کر کے لکھ دی جائے گی اور جو شخص برائی کا ارادہ کرے گا اور اس کو نہیں کرے گا تو صرف ارادہ ونیت پر برائی نہیں لکھی جائے گی اور اگر ارادہ کے بعد برائی کرے گا تو ایک ہی برائی لکھی جائے گی۔

وعید تارک تحفہ معراج شریف

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بندے کو کفر سے مِلا دینے والی چیز نماز کا ترک کرنا ہے[13] یعنی جو شخص نماز ترک

کرتا ہے اس میں کفر کی بُوں آجاتی ہے اور دوسری حدیث شریف کا یہ مضمون ہے کہ جو لوگ نماز میں شریک نہیں ہوتے، جی چاہتا ہے کہ ان کے گھروں کو آگ لگا کر جلا دیا جائے۔[14]

الٹی کھوپڑی (الٹی سوچ والے)

موجودہ زمانے کے جاہل عجیب الٹی کھوپڑی کے واقع ہوئے ہیں، حکم خداوندی اور اتباع سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کی تو پرواہ نہیں کرتے اور اپنی خود ساختہ بدعات وایجادات خوب زور دے کر کرتے ہیں، جو
روکے اس پر جھٹ وہابی کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں اور بعض کمتر ایمان والے یا جاہل مُلّا جو شکم پروری کے لئے ان جاہلوں کے امام بنے ہوئے ہیں، وہ بھی ان کی ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں جس سے ان جہال کو سند مل جاتی ہے۔

مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کا سفر

" سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ"[15]

"پاک ہے وہ ذات جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا مسجدِ حرام (خانہ کعبہ) سے مسجد اقصاء (بیت المقدس) تک، جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے"

اللہ تعالیٰ اس الزام سے پاک ہے کہ ظاہر الفاظ میں یہ فرماتے ہیں کہ اس نے اپنے بندہ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی اور قیت میں سیر نہ ہو بلکہ محض ایک خواب دکھایا ہو، ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ ُعلیہ وسلم خود بخود معراج کے سفر پر تو نہیں گئے بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت اور قدرت سے اس کا انتظام فرمایا، وہ تمام قوتوں کا مالک اور قادر مطلق ہے لہٰذا آپؐ کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف لے گئے۔
مسجد اقصیٰ کی ظاہری و معنوی برکتیں اور قدرت کی عجیب وغریب نشانیوں کا مشاہدہ مسجد اقصیٰ کے متعلق فرمایا کہ اس جگہ ہم نے برکت رکھی ہے، یہاں پر نہریں اور باغات ہیں یعنی ہر لحاظ سے برکتیں ہیں اس واقعہ کو بیان کرنے کا مقصد اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا کہ ہم نے اپنے نبی کو قدرت کی نشانیاں دکھائیں، ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو عالم بالا اور عالم ملکوت کی بہت سی جگہوں کی سیر کرائی۔ جنت و جہنم کی حقیقت، عجیب و غریب نشانیاں اللہ تعالیٰ نے دکھائیں، بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھنے والا ہے کوئی بھی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔

حضور ﷺ کا تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت

آپ صلی اللہ ُعلیہ وسلم امام الانبیاءؑ ہیں اور اس پر لبیک کہنے کی ضرورت ہے، سب سے بڑا کام جو وہاں یعنی مسجد اقصیٰ میں کیا وہ امامت انبیاءؑ ہے، آپ صلی اللہ ُعلیہ وسلم کو اس جسد عنصری کے ساتھ بیتُ اللہ الحرام سے بیت المقدس پہنچایا گیا اور رسول اللہ ﷺ سے جمیع انبیاء علیہم السلام کی امامت کرائی ان انبیاء علیہم السلام کو مثالی وجود سے لایا گیا کیونکہ ان کے وجود مسعود قبروں میں اور علیّین میں ہیں، انسان کے مرنے کے بعد روح کو دوسرے لباس میں ملبوس کیا جاتا ہے، ماں کے پیٹ میں گوشت کی جھلی میں تھا، دنیا میں گوشت پوست کے لباس میں مرنے کے بعد لاش یہاں پڑی ہوئی ہے اور روح دوسری جگہ علیین میں ہوتی ہے۔

بیتُ المُقدِس میں جانے کی حکمت

بیت المقدس لے جانے کی حکمت یہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے وقت پر آتے رہے اور اپنا اثر چھوڑتے رہے اور رسول اللہ ﷺ امام ہوئے کیونکہ امام وہ ہوتا ہے جو اقرأ بکتاب اللہ ہو اور اعلم بکتاب اللہ ہو اگر جمیع انبیاء علیہم السلام زندہ ہوتے تو سب آپؐ کے معہد کی ہوتے مگر وہ چل دئے لیکن اس امامت سے بتلایا گیا کہ اگر موجود ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقتدیٰ ہوتے اور وہ مقتدی لہٰذا آپؐ کو بھی ادیان سابقہ سے مقتدی کی نسبت ہے، آپؐ کا دین متبوع ہے اور باقی ادیان تابع ہیں اور اس سے یہ بتلایا گیا ہے کہ باوجود یہ کہ بیت المقدس ان کا قبلہ ہونے کے پھر بھی امام نبی کریم ﷺ ہوتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ نبی کریم ﷺ بنی اسماعیلؑ اور بنی اسرائیل دونوں جماعتوں کے لئے امام ہیں باوجود یہ کہ دیگر انبیاء علیہم السلام خود صاحب شریعت ہیں۔[16]

آسمانوں کا سفر

بیت المقدس میں جمیع انبیاء علیہم السلام کی امامت کے بعد آپؐ کا رفع جسد ہوا اور پھر آسمانوں کا سفر شروع ہوا، اور وہاں انبیاء علیہم السلام سے ملاقاتیں ہوئیں پھر سدرۃ المنتہیٰ کے مقام کو گئے اور پھر اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے اور آپؐ کی امت پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے ان میں تخفیف ہوئی کہ درخواست کرتے رہے اور پانچ ہی نمازیں فرض ہوئی۔

ارواح انبیاءؑ کا مجسم بالجسم المثالی کے ساتھ بیت المقدس میں اجتماع

تمام ارواح انبیاء علیہم السلام کو مجسم بالجسم المثالی بنا کر ان کے اجسام ناموسی خواہ قبور میں ہوں گے مگر ان کی ارواح کو مجسم روحانی بنا کر بیت المقدس میں لایا اس کی تصریح نہیں کہ قبور انبیاءؑ سے ان کے اجساد لائے گئے ہو، جس طرح بہت سے حضرات کو آپؐ کی زیارت خواب میں نصیب ہوتی ہے لیکن کیا حضور ﷺ گنبد خضراء سے خود تشریف لائے ہیں؟ بلکہ متمثل بالجسم المثالی ہوتے ہیں نہ کہ بالجسم العضری جس طرح ہمارے ہاں کے، کم علم، جاہل کہا کرتے ہیں کہ یہ حضور ﷺ جلسے میں حاضر ہوئے۔ اب لاہور میں پچاس جگہ مجلس میلاد ہو رہی ہے، ادھر گوجرانوالہ، ادھر پشاور میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھاگتے جائیں گے:

" فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة"[17]

"ہر نئی بات بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

ان بے وقوفوں کو عقل تو ہے نہیں تو ہمیں کیوں مجبور کرتے ہیں کہ تم بھی ایسا ہی کرو ورنہ کافر ہو کہلاؤ گے، میں پکا شافعیؒ ہوں تو کیا غیر حنفیوں، شوافع کو ہم کافر کہیں گے، (معاذ اللہ) یہ تو نہ قرآن، نہ رسولؐ، نہ حدیث، نہ فقہ کے متبع ہیں۔ ہم کہتے ہیں جو کرو جہنم میں جاؤ ہمیں نہ کہو، ہم گیارہویں نہیں دیتے، نہ بدعات مانتے ہیں تو ہمیں کیوں منواتے ہو، خدا کے بندو! ہمارا مسلک اوفق بالسنۃ ہے صلح کل نہیں ہے۔[18]

اعمال کا دارومدار نیتوں پر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"انما الاعمال بالنيات "[19]

"اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔"

اگر ایک شخص انہی اسباب دنیا کو محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے رکھتا ہے تو بجائے گناہ کے ثواب ہو جائیں گے، مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ماتركت بعدى فتنة اضر على الرجال من النساء"[20] میں نے اپنے بعد مردوں کے لیے عورتوں کے فتنہ سے بڑھ کر نقصان دینے والا اور کوئی فتنہ نہیں چھوڑا ہے۔ اگر عورت سے مقصود اعفاف اور کثرت اولاد ہو تو وہ مذموم نہیں بلکہ مطلوب ومندوب ہے، چنانچہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا کی بہترین متاع نیک بیوی ہے کہ اگر اس کی طرف دیکھے تو خوش ہو، حکم دے تو فرمانبردار پائے، کہیں غائب ہو تو پیٹھ پیچھے شوہر کے مال اور اپنی عصمت کے معاملہ میں اس کی حفاظت کرے۔[21]

کبر اور اس کا علاج

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبر کی تعریف میں فرمایا:

" بَطَرُ الحَقِّ وَ غَمْطُ النَّاسِ"[22]

"حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو ذلیل سمجھنا۔"

کیا اس حدیث کے پڑھنے کے بعد اہل علم حضرات کے اندر سے تکبر نکل جاتا ہے؟ ہر گز نہیں! کبر کے معنی سمجھ میں آجائیں گے لیکن کبر ختم نہیں ہوتا جب تک اللہ تعالیٰ والوں کی صحبت میں رہ کر تزکیہ نفس نہ ہو، تزکیہ نفس کا دوسرا نام تصوف ہے، علمائے کرام قال کے محافظ ہوتے ہیں اور صوفیائے کرام قال کا حال بنادیتے ہیں، آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کے دل میں ذرا بھر بھی کبر ہو گا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔[23] گویا کہ کبر ایک مہلک روحانی بیماری ہے جو جہنم میں پہنچائے گی۔[24]

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

ہم نے آپؐ کو مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ ُعلیہ وسلم کو خوشخبری دینے والا بنا کر بھیجا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو رحمت الٰہی کے انعامات بیان کر کے خوشخبری سنائے اور عذاب الٰہی سے لوگوں کو ڈرائے جو لوگ کفر و شرک کرتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرائے اور جو ان کی مخالفت کرے گا اس کا حشر فرعون جیسا ہو گا [25]۔

عصری معنویت اور تطبیق

احسان کیا ہے؟

اس باب میں احسان کے تعریف، اہمیت اور اس کے دینی اصولوں پر غور کیا گیا ہے، جو انسانیت کے لئے اہم معیار قرار دیتا ہے۔

قسموں کو مکر و فریب اور فساد کا ذریعہ مت بناؤ

اس عنوان میں انسانی حالات اور معاشرتی مسائل کے حل کے اصول پر غور کیا گیا ہے، جو دینی امور اور اخلاقی اصولوں کو سمجھنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔

کہیں خدا اسے روکنے سے تمہیں تکلیف نہ اٹھانی پڑے

اس باب میں انسانی حالات اور ان کے دینی پیغامات کی روشنی میں حالات کو جوڑا جاتا ہے، جو انسانیت کو بہتر انسان بنانے کے اصول فراہم کرتا ہے۔

دین محمدی ﷺ کی ادیان سابقہ کے ساتھ نسبت

اس باب میں دین محمدی ﷺ کے سابقہ ادیان کے تعلقات اور ان کے معاشرتی اثرات پر غور کیا گیا ہے، جو انسانیت کے لئے معیاری اصولوں کو سمجھنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔

معراج جسمانی یا روحانی؟

اس باب میں معراج کی طبیعت، جسمانی یا روحانی، پر غور کیا گیا ہے، جو اس بات کو سمجھنے میں مدد فراہم کرتا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ ُعلیہ وسلم کا معراج کس طرح واقع ہوا۔

معراج جسمانی کا عقلی ثبوت

اس عنوان میں معراج کے جسمانی ہونے کے عقلی ثبوت اور ان اسباب پر غور کیا گیا ہے، جو اس واقعے کو حقیقت کے روپ میں مستند کرتے ہیں۔

انسان روح اور جسم عنصری کی نسبت انجن اور اسٹیم کی سی ہے

اس عنوان میں انسان کی روح اور [26] جسم کے تعلقات کو سمجھانے کے لئے معراج کی روایات کو استدلالی طور پر استعمال کیا گیا ہے، جو ذہنی مفہوم کو وضاحت دیتے ہیں۔

روایات معراج میں سالوں کا اختلاف نمبر شمار سال

اس موضوع میں معراج کے متعلق مختلف روایات میں سالوں کے اختلافات پر غور کیا گیا ہے، جو تاریخی پس منظر کو سمجھنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔

معراج کے متعلق بعض خلاف شرع رسوم

اس باب میں معراج کے متعلق ایسی رسومات یا غلط فہمیوں پر غور کیا گیا ہے جو شریعت کے مقاصد اور اصول کے خلاف ہوں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ایسے خلاف شرع افکار سے دوری اور صحیح عقیدہ کی حفاظت [27]

---

[1] سورۃ الاسراء 01:17

[2] یہ اثر محمد بن اسحاق نے روایت کیا ہے۔ آپ یہ اثر "سیرت نبوی" از ابن ہشام:(1/39946) میں یوں ہے(مَا فُقِدَ جَسَدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَكِنَّ اللَّهَ أَسْرَى بِرُوحِهِ.) یہ اثر ضعیف ہے۔(شیخ سقاف علوی، تخریج احادیث الظلال، ص:229) یہ اثر عائشہ اور امیر معاویہ سے ثابت نہیں ہے۔(تحقیق شرح العقیدۃ الطحاویۃ، ص:246)

[3] تفسیرِ لاہوری، ج:5، ص:410

[4] تفسیرِ لاہوری، ج:5، ص:411

[5] احمد بن علی بن حجر ابوالفضل عسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری(بیروت: دار المعرفۃ،1379ھ)ج:7، ص:203-205-ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین عتابی عینی، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری(بیروت: دار احیاء التراث العربی)ج:17، ص:20 تفسیرِ لاہوری، ج:5، ص:412

[6] تفسیرِ لاہوری، ج:5، ص:413

[7] تفسیرِ لاہوری، ج:5، ص:413

[8] بخاری، صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب المعراج، حدیث نمبر:3887/ حدیث کے الفاظ یوں ہے:(حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِهِ: " بَيْنَمَا أَنَا فِي الحَطِيمِ، - وَرُبَّمَا قَالَ: فِي الحِجْرِ - مُضْطَجِعًا إِذْ أَتَانِي آتٍ، فَقَدَّ: قَالَ: وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: فَشَقَّ مَا بَيْنَ هَذِهِ إِلَى هَذِهِ - فَقُلْتُ لِلْجَارُودِ وَهُوَ إِلَى جَنْبِي: مَا يَعْنِي بِهِ؟ قَالَ: مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهِ إِلَى شِعْرَتِهِ، وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: مِنْ قَصِّهِ إِلَى شِعْرَتِهِ - فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِي، ثُمَّ أُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ [ص:53] مَمْلُوءَةٍ إِيمَانًا، فَغُسِلَ قَلْبِي، ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ أُعِيدَ، ثُمَّ أُتِيتُ بِدَابَّةٍ دُونَ البَغْلِ، وَفَوْقَ الحِمَارِ أَبْيَضَ، - فَقَالَ لَهُ الجَارُودُ: هُوَ البُرَاقُ يَا أَبَا حَمْزَةَ؟ قَالَ أَنَسٌ: نَعَمْ - يَضَعُ خَطْوَهُ عِنْدَ أَقْصَى طَرْفِهِ، فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ، فَانْطَلَقَ بِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ، فَقِيلَ مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ المَجِيءُ جَاءَ فَفَتَحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا فِيهَا آدَمُ، فَقَالَ: هَذَا أَبُوكَ آدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ السَّلاَمَ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالِابْنِ الصَّالِحِ، وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ، فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ المَجِيءُ جَاءَ فَفَتَحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يَحْيَى وَعِيسَى، وَهُمَا ابْنَا الخَالَةِ، قَالَ: هَذَا يَحْيَى وَعِيسَى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا، فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا، ثُمَّ قَالاَ: مَرْحَبًا بِالأَخِ الصَّالِحِ، وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ، فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ المَجِيءُ جَاءَ فَفُتِحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يُوسُفُ، قَالَ: هَذَا يُوسُفُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: أَوَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ، فَنِعْمَ المَجِيءُ جَاءَ فَفُتِحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ إِلَى إِدْرِيسَ، قَالَ: هَذَا إِدْرِيسُ

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ بِي، حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ، فَنِعْمَ المَجِيءُ جَاءَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا هَارُونُ، قَالَ: هَذَا هَارُونُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالأَخِ الصَّالِحِ، وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: مَرْحَبًا بِهِ، فَنِعْمَ المَجِيءُ جَاءَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا مُوسَى، قَالَ: هَذَا مُوسَى فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالأَخِ الصَّالِحِ، وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، فَلَمَّا تَجَاوَزْتُ بَكَى، قِيلَ لَهُ: مَا يُبْكِيكَ؟ قَالَ: أَبْكِي لِأَنَّ غُلاَمًا بُعِثَ بَعْدِي يَدْخُلُ الجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهِ أَكْثَرُ مِمَّنْ يَدْخُلُهَا مِنْ أُمَّتِي، ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى [ص:54] السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: مَرْحَبًا بِهِ، فَنِعْمَ المَجِيءُ جَاءَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ: هَذَا أَبُوكَ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، قَالَ: فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلاَمَ، قَالَ: مَرْحَبًا بِالِابْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ رُفِعَتْ إِلَيَّ سِدْرَةُ المُنْتَهَى، فَإِذَا نَبْقُهَا مِثْلُ قِلاَلِ هَجَرَ، وَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ آذَانِ الفِيَلَةِ، قَالَ: هَذِهِ سِدْرَةُ المُنْتَهَى، وَإِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ: نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ، فَقُلْتُ: مَا هَذَانِ يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: أَمَّا البَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الجَنَّةِ، وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيلُ وَالفُرَاتُ، ثُمَّ رُفِعَ لِي البَيْتُ المَعْمُورُ، ثُمَّ أُتِيتُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ، وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ، وَإِنَاءٍ مِنْ عَسَلٍ، فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ: هِيَ الفِطْرَةُ الَّتِي أَنْتَ عَلَيْهَا وَأُمَّتُكَ، ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلَوَاتُ خَمْسِينَ صَلاَةً كُلَّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلَى مُوسَى، فَقَالَ: بِمَا أُمِرْتَ؟ قَالَ: أُمِرْتُ بِخَمْسِينَ صَلاَةً كُلَّ يَوْمٍ، قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لاَ تَسْتَطِيعُ خَمْسِينَ صَلاَةً كُلَّ يَوْمٍ، وَإِنِّي وَاللَّهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ، وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ المُعَالَجَةِ، فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ، فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى، فَقَالَ: بِمَ أُمِرْتَ؟ قُلْتُ: أُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لاَ تَسْتَطِيعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، وَإِنِّي قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ المُعَالَجَةِ، فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ، قَالَ: سَأَلْتُ رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ، وَلَكِنِّي أَرْضَى وَأُسَلِّمُ، قَالَ: فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادَى مُنَادٍ: أَمْضَيْتُ فَرِيضَتِي، وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي ")

[9] تفسیرِ لاہوری، ج:5، ص:414

[10] تفسیرِ لاہوری، ج:5، ص:414

[11] بخاری، صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب المعراج، حدیث نمبر:3887

[12] تفسیرِ لاہوری، ج:5، ص:416

[13] ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الصلوۃ، باب ماجاء فیمن ترک الصلاۃ، حدیث نمبر:1078۔ یہ حدیث صحیح ہے۔(عن جابر بن عبد الله ، قال، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:" بين العبد وبين الكفر ترك الصلاة")

[14] تفسیرِ لاہوری، ج:5، ص:417

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

15 سورۃ الاسراء 17:01

16 تفسیر لاہوری، ج:5، ص:419

17 تفسیر لاہوری، ج:5، ص:420

18 ابوداود، سنن ابی داود، کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنۃ، حدیث نمبر:4607 یہ حدیث صحیح ہے۔ حدیث کے الفاظ یوں ہے:(حدثنا احمد بن حنبل، حدثنا الوليد بن مسلم، حدثنا ثور بن يزيد، قال: حدثني خالد بن معدان، قال: حدثني عبد الرحمن بن عمرو السلمي، وحجر بن حجر، قالا:" اتينا العرباض بن سارية، وهو ممن نزل فيه: ولا على الذين إذا ما اتوك لتحملهم قلت لا اجد ما احملكم عليه سورة التوبة آية 92، فسلمنا، وقلنا: اتيناك زائرين وعائدين ومقتبسين، فقال العرباض" صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم ثم اقبل علينا فوعظنا موعظة بليغة ذرفت منها العيون ووجلت منها القلوب، فقال قائل: يا رسول الله كان هذه موعظة مودع، فماذا تعهد إلينا؟ فقال:اوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة، وإن عبدا حبشيا فإنه من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا، فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء المهديين الراشدين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ، وإياكم ومحدثات الامور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة")

19 مسلم، صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب قولہ ﷺ انما الاعمال بالنیات، حدیث نمبر:4927

20 بخاری، صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب ما یتقی من شوم المراۃ، حدیث نمبر:5096

21 تفسیر لاہوری، ج:5، ص:420

22 مسلم، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانہ، حدیث نمبر:265۔ مکمل حدیث اس طرح ہے:(وحدثنا محمد بن المثنى ، ومحمد بن بشار ، وإبراهيم بن دينار جميعا، عن يحيى بن حماد ، قال ابن المثنى: حدثني يحيى بن حماد، اخبرنا شعبة ، عن ابان بن تغلب ، عن فضيل الفقيمي ، عن إبراهيم النخعي ، عن علقمة ، عن عبد الله بن مسعود ، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: " لا يدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من كبر "، قال رجل: إن الرجل، يحب ان يكون ثوبه حسنا، ونعله حسنة، قال: إن الله جميل يحب الجمال، الكبر بطر الحق وغمط الناس)

23 مسلم، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانہ، حدیث نمبر:267 حدیث کے الفاظ یوں ہے(حدثنا محمد بن بشار ، حدثنا ابو داود ، حدثنا شعبة ، عن ابان بن تغلب ، عن فضيل ، عن إبراهيم ، عن علقمة ، عن عبد الله ، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: " لا يدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من كبر ".)

24 تفسیر لاہوری، ج:5، ص:451

25 تفسیر لاہوری، ج:5، ص:516

26